نمبر ۳۴ قادیان دار الامن و الامان مؤرخہ ۸ر نومبر ۹۸ء جلد (۲)

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کیجاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور امام مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیج دی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

میلہ مال مویشی واسپان دیوالی ۸ر نومبر ۱۸۹۸ء سے شروع ہوکر ۱۷ر نومبر ۱۸۹۸ء تک امرتسر میں قرار پایا ہے۔ اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مبلغ دوہزار دس (۲۰۱۰) روپیہ مال مویشی کو مطابق شرائط مندرجہ فہرست انعام کے جو مشتہر کی گئی ہے۔ دیا جاویگا۔ اور مبلغ اساء گھوڑوں کو انعام دیا جاویگا اس میں سے مبلغ ما؍ روپیہ ایسے اسپان کو جو واسطے رسالہ کے خرید کئے جاویں گے دیا جاوے گا۔ اگر کسی کو فہرست انعام درکار ہو تو درخواست بھیجکر منگوالے مویشی قابل انعام تاریخ تشخیص انعام سے پہلے داخل احاطہ انعام ہونے چاہییے ورنہ قابل انعام تصور نہیں ہونگے۔ اور مادہ گاوان قابل انعام کے دودہ کا امتحان تاریخ تشخیص انعام سے تین روز پہلے کیا جاویگا یعنے ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ نومبر ۱۸۹۸ء کو دو وقت صبح اور شام دودہ دوہ کر وزن کیا جاویگا اور نیز میلہ اسپان بھی حسب دستور اس موقعہ پر ہوگا۔ فروخت اسپان پر ایک روپیہ فیصدی محصول لیا جاویگا اور واضح ہو کہ میلہ مویشی میں جو ٹکٹ فیس وقت داخل ہونے احاطہ میں مال کے دیا جاتا ہے وہ بوقت واپس یعنے باہر نکال لے جانے مویشی کے دروازہ پر واپس لیا جاویگا۔ اور خریدار مال کے پاس رسید بطور سند وصول یابی قیمت کی رہیگی +

المشتہر

مسٹر جے جی اسپ صاحب بہادر سیکرٹری میونسپل کمیٹی امرتسر

۱۰ر اکتوبر ۱۸۹۸ء

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر + نہ رہے کوئی لاولد مضطر
اجنبی ہے حق میں ہر بشر کے پسر + لعل و دُر یتیم سے بڑھ کر

شفاخانہ یونانی

شیخ نظام الدین حکیم

امرتسر

اظہار بشارت

ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے مریض باور بن کرائیں۔ شرطیہ معالجہ کرائیں۔ جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں۔

معیار صداقت

بلا تشہیر طبیہ معالجہ صرف قیمت دوا سے کیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اشٹامپ لکھوایا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ دے جیسا کہ صحت کے طالب اولاد کے آرزو مند یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو نعمت خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارک بادی ہے

اس خادم الاطبا کو ۳۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں۔ کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا۔ مگر سہ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے اور (۲) تو انگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں۔ اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یک ماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لے جائے۔ (۴) شرطیہ بعد خرچ دوا دے کر اقرار نامہ آمد دو ماہ لکھ دے۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیما بین معتبر شخص کے بہ رضامندی طرفین امانت رکھ دیں۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے۔ ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرار داد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو۔ تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے۔ گھر نہیں ہے بربادہ جگہ ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ کم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوا لیجئے۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی۔ اور جن کی دلی مراد بر آئی ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہوتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا پرہیز مفصل تحفہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنٰی ہیں۔

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عہ	۱۰	قولنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عہ	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکی اولاد چھوٹی مرجاوے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عہ	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صہ	۱۲	سرعت	عہ	۲۱	ناسور	عہ	۳۰	خضاب سالمانہ	عہ
۴	جسکا حمل ۶-۷-۸ ماہہ گرجاوے	صہ	۱۳	جریان	عہ	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عہ
۵	کمزوری	عہ	۱۴	غلط کاری	صہ	۲۳	ادھرنگ	عہ	۳۲	تسہیل ولادت	عہ
۶	مرگی	صہ	۱۵	کنٹھمالا	عہ	۲۴	ضیق النفس	عہ		ہیضہ مجرب المجرب	عہ
۷	تپ دق	عہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عہ	۲۵	[illegible]	صہ		تیجارہ چوتھیا و روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عہ	۲۶	آتشک	صہ		ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عہ	۱۸	سبل	عہ	۲۷	آتشک گل بدن	عہ		سرسام	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی گرموں

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولائت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائی موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ عا ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ مبلغ ے خالص ممیرہ فی ماشہ عـہ مصری سُرمہ فی تولہ ۴ر خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں - نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے - **المشتہر** - پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور (پنجاب) -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے؟

۱- میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں - کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسسے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سُرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سُرمہ بہت ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم بسلنگے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

۲- میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش ہونے کی نسبت شہادت دیتا ہوں - کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے - میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک برعلاج مسمات اُتم دیوی بعمر ۴ سال ساکنہ لاہور کیا ہے - مریضہ کو بسبب آنکھوں کی پلکوں میں خرخرے دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے - آنکھیں عرصہ سے سُرخ اور دکھتی ہوئی تھیں - انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی دھاگا بھی نہیں پڑو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ کو میں نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا - کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳- جناب میا سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم شاید آنجناب کو یاد ہو گا - کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سُرمہ منگوایا تھا - جسنے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار مسمے دولامل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے کے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے - اور مریض دعا گو ہے بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بالتعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (سُرمہ ممیرہ) کے استعمال کرنے کا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڑھ ڈسپنسری شملہ

۴- جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے - جسکا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب و رکیلیپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سُرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سُرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں - دستخط سردار صالح محمد خاں دُرانی شاہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۶ مارچ ۱۸۹۷ء

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جاویگا - جو لاہور کے الائنس بینک مارچ ۱۸۹۸ء کو جمع کیا گیا -

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپ کر شائع کیا گیا

سچائی کا فیصلہ
پانچوں انگلیاں برابر نہیں
مفت
شربطیبہ
نوٹ
سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو۔ اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہ ہو تو اپنے ہی بیان حلفی سے قیمت واپس لو۔ یہ کامل ثبوت سچائی کا ہے
اکسیر حافظہ
خارش کی حکمی دوائی
دوائی ہاضمہ
دوائی آتشک
سرمہ سلیمانی
سفوف مرہم آتشک
اعجاز مسیحی
عصائے پیری
دوائی وجع المفاصل
تریاق سوزاک
نسوار
جادو کی گولی
حبوب بواسیر
لگانیکی دوائی بواسیر
دوائی دردگردہ
درد کیسا ہی شدید ہو
المشتہر خاکسار غلام احمد مکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

من تحتہا الانہار میں ایک لطیفہ

قرآن کریم چونکہ ایک کامل کتاب ہے اس لئے وہ بے معنی اور بے فائدہ الفاظ استعمال نہیں کرتی۔ اسجگہ بظاہر تحتہا الانہار سے بھی وہی مطلب نکل آتا تھا جو من کے ایزاد سے پایا جاتا ہے اس لئے سرسری نظر میں کہہ سکتے ہیں کہ من کی کیا ضرورت تھی لیکن اگر غور کریں تو اس من کی تہ میں ایک لطیف بات مرکوز ہے۔ یعنے اونکے نیچے سے ندیاں بہتی اور نکلتی ہیں۔ کامل ایمان کا درخت دو عظیم الشان شاخوں سے بنا ہے ایک شاخ تعظیم لامر اللہ کے نام سے موسوم ہے اور دوسری شفقت علیٰ خلق اللہ کہلاتی ہے۔ اور اگر انمیں سے کوئی ایک شاخ بھی کامل نہو تو یہ لنڈورا درخت اپنے حقیقی معنوں میں شجر ایمان نہیں کہلا سکتا۔ پس وہ گوشہ نشین عابد یا زاہد جو کسی تیرہ و تار جنگل یا غار کوہ میں بیٹھا عبادت کر رہا ہے وہ کامل نہیں بلکہ ادہورا اور ناقص ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ناظرین اس مقام پر غور کریں۔ بارہا خود ہمارے دل میں یہ خیال آیا۔ کہ اس غدار دنیا کو چھوڑ کر کسی جنگل و بیابان میں جہاں کوئی نہ دیکھ سکے بیٹھیں۔ ایکبار اتفاقاً یہ ذکر ہم نے اپنے مخدوم مولنا مولوی نورالدین صاحب سے کیا انہوں نے اشارتاً کہا کہ یہ "مومن کی شان سے بعید ہے" اس تحریر کیوقت اس فقرے کا جو لطف اور ذوق ہم نے اُٹھایا ہے دوسرا شاید نہ اُٹھا سکے۔ ایمان اور کامل ایمان کی فلاسفی متحقق ہوگئی ہے۔ کیونکہ اخلاق فاضلہ جو ایک شعبہ ہے ایمان کا وہ حاصل نہیں ہوسکتا جب کہ تعلق دوسرے انسانوں سے نہو۔ ہم نے اپنے دل میں یہ عزم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو کسی دوسرے وقت شجر ایمان پر کوئی مفصل لیڈر لکھیں اس لئے اب اسی پر اکتفا کرتے ہیں

اور پھر ایک بار استحضار مطلب کی خاطر من تحتہا الانہار کے معنے بیان کرجاتے ہیں کہ وہ ندیاں اُن درختوں کے نیچے سے بہتی ہونگی جو مومن کو بھی سرسبز کریں گی اور دنیا میں یہ امر بالمعروف کے رنگ میں متمثل ہیں اور یہ نعمت اور برکت اسی امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ ہی کو نصیب ہوئی ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف الآیۃ۔ چونکہ امر بالمعروف کرنے سے جسقدر انسان نیک ہوجاتے ہیں اُنکے اعمال صالحہ کی ایک جزا کا حقدار یہ بھی ہوتا ہے جس سے اُسکے مدارج بڑہتے ہیں پس قیامت میں بھی داخل خلد ہوکر وہ امر بالمعروف جو اعمال صالحہ کی ایک شاخ ہے بہتی ندیوں کی صورت میں متمثل ہوگا۔

رزقنا من قبل کی فلاسفی

جنت الخلد میں جب مومن اور صالحہ لوگ اثمار شیریں کو کھائیں گے تو اُنکے ذائقہ اور مزے سے وہ تاڑ جائیں گے کہ یہ قسم اثمار ہم نے پہلے بھی کھائے ہیں اس سے پیشتر کہ ہم رزقنا من قبل کی فلاسفی پر بحث کریں یہ قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُس وہم کا ازالہ کردیں جو اکثر کوتاہ اندیشوں کے دلوں میں پیدا ہوجاتا ہے کہ بہشت بھی اگر کھانے پینے ہی کی چیزوں کا گھر ہے تو اس دنیا پر اُسے کیا تفوق ہوا؟ ہم مختصر طور پر اسکا جواب دیں گے۔

یہ بات خوب طور پر سمجھ لینی چاہیے کہ یہ دنیا جسمیں ہم رہتے ہیں درحقیقت اُس عالم اخرویکی ایک ظلی تصویر ہے جو کچھ اس دنیا میں ہم ایمان اور اوسکے نتائج اور کفر اور اوسکے کیفر دیکھتے ہیں وہ مثالی رنگ میں ہیں اوسوقت ایک جسمانی اور حقیقی رنگ پر ہوں گے۔

اور یہ کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں ہے دیکھو ہم خواب میں کیونکر اشکال مختلفہ مجسمہ کو دیکھتے ہیں بلکہ کبھی مردوں سے ملاقات کرتے ہیں حالانکہ حواس کا تعطل بھی ہوتا ہے اور کبھی امور مادیہ کو دیکھتے ہیں۔ یہانتک کہ بعض اوقات خواب میں کوئی چیز کھاتے پیتے بھی ہیں حالانکہ نفس الامر میں ایسا نہیں ہوتا مگر اُنکے مزے اور ذائقہ سے پورا حظ اُٹھاتے ہیں اور عالم بیداری میں جسمانی طور پر اون اشیاء کو کھاتے پیتے ہیں بس اسی طرح پر یہ عالم آخرت کے لئے مثالی ہے جو چیزیں ہم اسجگہ کھاتے پیتے ہیں وہ اس عالم کی اشیاء کا ایک ظل ہیں وہاں وہ حقیقی طور پر موجود ہونگی غرض یہ کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں علاوہ ازیں جبکہ یہ امر مسلم ہے کہ انسان روح اور جسم دو مختلف جزوں کا مجموعہ ہے تو یہ کیسے مان سکتے ہیں کہ پھر ہر ایک کے حسب حال نعماء جنت نہ ملیں۔

اب ہم رزقنا من قبل کی فلاسفی بتلاتے ہیں کہ اس سے کیا مراد ہے اوپر کی سطروں کو بتوجہ تام پڑہ لینے سے یہ عقدہ علیٰ وجہ الاتم حل ہوسکتا ہے کہ دراصل یہ دنیا اوس عالم عقبیٰ کا ایک تمثل اور عکس ہے جیسے انسان آئینہ میں اپنی تصویر دیکھتا ہے تو وہ تمام خط وخال اوسمیں بلا تفاوت نظر آتے ہیں حالانکہ وہ صرف عکس ہی عکس ہوتا ہے اور حقیقت کچھ اور ہی ہوتی ہے اسطرح سے اون نعماء الہی کا نمونہ اس دنیا ہی سے شروع ہوجاتا ہے۔ اور اسی کیطرف اشارہ ہے اس آیت میں ومن خاف مقام ربہ جنتان مثل الجنۃ التی وعد المتقون یعنے جو شخص اپنے اللہ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور اوسنے گناہ چھوڑ دئے اوسکے لئے دو جنتیں ہیں پس چونکہ اوس جنت کا سلسلہ اسی دنیا سے شروع ہوجاتا ہے اور مثالی طور پر یہاں بھی اعمال صالحہ کی جزائے حسنہ کا حظ انسان اُٹھاتا اور انعام پاتا ہے اس لئے وہاں جب وہ جزا دی جاویگی تو چونکہ حواس اپنے کام سے معطل نہونگے وہ نقشہ عالم مثال کا اونکے سامنے آجاویگا۔ اور وہ تصویر آنکھوں میں پھر جاویگی جو آئینہ دنیا میں نظر آئی تھی اسلئے کہہ اُٹھیں گے رزقنا من قبل۔

اور اسکی تشریح مزید خود اس کے آگے اللہ تعالیٰ نے واتوا بہ متشابہا میں فرمائی ہے واو کو واو تفسیر قرار دیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشیاء اور نعماء جو مثالی طور پر دنیا میں

باعث احتظاظ بخشے اب ایک ایک عمل کے بدلے کئی کئی ملیں گے۔ بعض کوتاہ اندیشوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ایک عمل کی جزا ایک ملنی چاہیئے۔ نہ ایک سے زیادہ افسوس! وہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت کو اپنا مقتدا ٹھہراتے! مگر اُس پر نظر اور فکر کرنے سے جی چراتے ہیں وہ دیکھیں! کہ کیونکر ایک دانہ زمین میں بویا جاتا ہے اور اُس سے ایک درخت پیدا ہوتا ہے جو مختلف رنگ کے اجزاء اپنے اندر رکھتا ہے۔ کچھ حصہ ایسا ہے کہ چارہ بننے اور اور ضروریات کے کام آتا ہے اور ایک حصہ ہے کہ اُسمیں سے ایک دانہ کی بجائے بہت سے دانے نکلتے ہیں پھر اُس دانے میں پرورش کے مختلف اجزا اور غذایت کے مختلف حصے موجود ہیں۔ اسی طرح سے عمل صالحہ مجرد کوئی چیز نہیں ہوتا بلکہ اُسمیں بہت سی چیزیں ہوتی ہیں اسی لئے اُسکی جزا میں بہت کچھ ملتا ہے اور ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں ملنے کی فلاسفی اسی سے سمجھ میں آسکتی ہے اور اسکو اگر زیادہ وسیع کریں تو محدود اعمال کی جزاء غیر محدود ملنے پر اعتراض کرنے والے احمقوں کے اعتراض کا جواب ملسکتا ہے۔

نوٹ۔ چونکہ مضمون طویل ہوگیا ہے اس لئے لھم فیہا ازواج مطہرۃ وھم فیہا خالدون پر ایک لطیف بحث انشاءاللہ العزیز اگلے اشو میں کرینگے۔ جسمیں اعمال محدودہ کی جزا غیر محدود ہونے اور بہشت میں عورتوں حوروں کے ملنے پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں اونپر بھی بفضلہ تعالیٰ روشنی ڈالی جاوے گی۔

(ایجیبیز ایڈیٹر)

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد ہذا آنمخدوم کا عنایتنامہ عین انتظاری کی حالتمیں پہونچا۔ خداوند کریم کے تفضلات اور احسانات کا کہاں تک شکر کروں اور کیونکر اُسکی نعمتوں کا حق بجالاؤں کہ اس پُر ظلمت زمانہ میں مجھ جیسے غریب تنہا بے ہنر کے لئے آپ جیسے مخلص دوست اُسنے میسر کئے سو اُسی سے میں یہ دعا مانگتا ہوں کہ آپکو اپنی الطاف جلیہ اور خفیہ سے متمتع کرے اور اپنے توجہات خاصہ سے دستگیری فرماوے اور اپنی طرف انقطاع کامل اور تبتل تام بخشے آمین ثم آمین۔

اور یہ تبتل تام کی آپ تشریح دریافت بھی کرتے ہیں یہ ایک بڑا مقام اعلیٰ ہے جو بغیر فنائے اتم کامل طور پر حاصل نہیں ہوتا بلکہ فی الحقیقت اسیکا نام فناء اتم ہے کہ تبتل تام حاصل ہو جائے اور تبتل تام تب حاصل ہوتا ہے کہ جب ہر ایک حجاب کا خرق ہوکر رابطہ انسان کا محبت ذاتی تک پہونچ جائے۔

حجاب دو قسم کے ہیں ایک تو وہ ہیں جو بدیہی طور پر معلوم ہوتے ہیں اور کچھ نظر اور فکر کی حاجت نہیں جیسے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کیطرف توجہ کرنا۔ مخلوق سے مرادیں اور حاجات مانگنا اور مخلوق کو اپنا تکیہ گاہ اور پناہ سمجھنا۔ اپنے ننگ اور ناموس اور عزت اور نام کی حفاظت میں مبتلا رہنا اور بجز ایک متصرف حقیقی کے کسی سے خوف یا کسی پر کچھ امید رکھنا اور زید عمرو کے وجود کو وجود سمجھنا۔ کسی کو کارخانہ ربوبیت کا شریک سمجھکر حق ربوبیت میں شریک ٹھہرا دینا۔ عبادات یا اعتقادات میں کسیکو خدا تعالیٰ کی طرح خیال کرنا۔ حضرت باری کے امر اور نہی کو توڑ کر اپنے نفس کی خواہشوں کا تابع ہونا اور نفس امارہ کی پیروی کرنا اور بندگی اور فرمانبرداری کی حد پر نہ ٹھہرنا یہ تو وہ سب حجب ہیں جو بدیہی ہیں جو عام طور پر ہر ایک کو سمجھ آسکتے ہیں بشرطیکہ فطرت صحیحہ میں کچھ خلل نہو۔

دوسری قسم کے حجاب وہ ہیں جو نظری ہیں جنکے سمجھنے کے لئے کامل درجہ پر عقل سلیم اور فہم مستقیم چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ اسماء اور صفات الٰہیہ تک رابطہ محدود رہے اور ذات بحت سے حقیقی طور پر تعلق حاصل نہ ہو۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادات بغرض حصول اُسکے انعام واکرام کے کرتا ہے وہ ہنوز اسماء وصفات الٰہیہ پر نظر رکھتا ہے اور محبت ذاتی کے شربت عذب سے ابھی کچھ اسکو نصیب نہیں اور اسکا رابطہ معرض خطر میں ہے کیونکہ اسماء وصفات الٰہیہ ہمیشہ ایک ہی رنگ میں تجلی نہیں فرماتیں اور کبھی جلال اور کبھی جمال اور کبھی قہر اور کبھی لطف ہوتا ہے غرض ان دونوں قسموں کے حجابوں سے جو شخص باہر آجائے اور اپنے مولیٰ حقیقی سے ذاتی طور پر محبت پیدا ہو جسکو کوئی چیز روک نہ سکے اور منجملہ **ظاہری** اور **باطنی** اور **افاقی** اور **انفسی** حجابوں کے کوئی حجاب باقی نہ رہے تو یہ وہ مرتبہ ہے جسکو تبتل تام کہنا چاہیئے اس مرتبہ کا خاصہ ہے کہ انعام اور ایلام محبوب کا ایک ہی رنگ میں دکھائی دیتا ہے بلکہ بسا اوقات ایلام سے اور بھی زیادہ محبت بڑھتی ہے اور پہلی حالت سے آگے قدم بڑھتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب محبت ذاتی کی موجیں جوش میں آتی ہیں تو اسماء اور صفات پر نظر نہیں رہتی اور انسان کا سارا آرام محبوب حقیقی کی یاد میں ہو جاتا ہے اور وجہ اللہ کا تعلق ذات باری کیطرح بیچوں اور بیچگوں ہوتا ہے اور محب صادق کسی کو اس بات کی وجہ نہیں بتلا سکتا کہ کیوں وہ اُس محبوب سے محبت رکھتا ہے اور کیوں اُسکے لئے بدل وجان فدا ہو رہا ہے اور اس محبت اور اطاعت اور جان فشانی سے

اسکی غرض کیا ہے کیونکہ وہ ایک جذبہ الٰہی ہے جو بطور موہبت خاصہ محب صادق پر پڑتا ہے کوئی مصنوعی بات نہیں جسکی وجہ بیان ہو سکے یہی انقطاع حقیقی اور تبتل تام کی حالت ہے اور یہی وہ موت روحانی ہے جسکی اہل اللہ کے نزدیک فنا سے تعبیر کیجاتی ہے کیونکہ اس مرتبہ پر نفس امارہ کا بکلی تزکیہ ہو جاتا ہے اور بباعث محبت ذاتی کے اپنے مولیٰ کریم کی ہر ایک تقدیر سے موافقت تامہ پیدا ہو جاتی ہے اور جو کچھہ اُس دوست کے ہاتھہ سے پہونچتا ہے پیارا معلوم ہوتا ہے اور اُسکا قہر اور لطف سب لطف ہی دکھائی دیتا ہے اور حقیقت میں وہ سب لطف ہی ہوتا ہے پھر محب صادق نہ قہر سے غرض رکھتا ہے نہ لطف سے۔

غریق ورطۂ بحر محبت

نہ بر مہرش نظر باشد نہ بر کیں
بگوش عاشق از لبہاے دلدار
چناں نفریں عزیز آید کہ تحسیں
چناں رویش خوش افتد از رہ عشق
کہ قرباں میکند بروے دل و دیں
شب و روزش بدلبر کار باشد
دل و جانش شود آں یار شیریں
بسوزد ہر چہ غیر یار باشد
ہمیں ایں عشق را رسم است و آئیں

اور اس عاجز کا یہہ مصرع کہ قرباں میکند بروے دل و دیں یہہ معنے رکھتا ہے کہ قبل از جذبۂ عشق جو کچھہ انسان کے دل میں رسوم اور عادات بھری ہوئی ہوتی ہیں اور جو کچھہ جہل مرکب کی باتیں اور پُر تعصب خیالات اُسکے سینہ میں جمے ہوئے ہیں اصل میں وہی اُسکا دین ہوتا ہے جسکو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا اور جب جذبہ عشق اُسپر غالب آتا ہے تو وہ خیالات کہ جو تپ دق کیطرح رگ و ریشہ سے ملے ہوئے ہوتے ہیں بآسانی چھوٹ جاتے ہیں اور پھر بعد اسکے عشق الٰہی ایک پاک دین تعلیم کرتا ہے کہ جو عادت اور رسم کی آلودگی سے منزّہ ہے اور تعصبات کے لوث سے پاک ہے پس نافع اور مبارک دین ہی ہوتا ہے جو عشق کے بعد آتا ہے اور جو عشق کے اول خیالات ہیں وہ بہت سے زہروں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے لایق ہیں کہ عشق پر فدا کئے جائیں اور اُنکے عوض میں وہ پاک خیال کہ جو عشق کے صافی چشمہ سے نکلے ہیں اور جو ہر یک تعصب اور رسم اور عادت سے منزّہ ہیں حاصل کئے جائیں۔ اور یہ خیالات ایسی سختی سے نفس پر قابض ہوتے ہیں کہ بغیر جذبہ عشق کے ہرگز ممکن ہی نہیں کہ اُٹھ سکیں۔ مدار کار جذبہ عشق پر ہے جو قلب پر مستولی ہوتا ہے اور جب وہ مستولی ہوتا ہے تو نفس اپنی اندرونی آلایش سے پاک ہو جاتا ہے اور نفس کے چھپے ہوئے جو عیب تھے اُس سے دور ہوتے ہیں کہ جب عشق الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ دل پر وارد ہوتی ہے۔ نقد اعمال صالحہ جنپر کشود کار موقوف ہے تب ہی صادر ہوتے ہیں کہ جب اُنکو حرکت دینے والا عشق ہوتا ہے کوئی اور غرض فاسد نہیں ہوتی اور مجرد اعمال صوری اور عبادات رسمی سے کوئی عقیدہ نہیں کھلتا بلکہ جب تک سالک رسم اور عادت کی بدبودار مزبلہ سے باہر نہیں آتا مورد غضب الٰہی رہتا ہے کیونکہ وہ خدا کی طرف موںہہ پھیر رہا ہے اور اُسکے غیر کی طرف متوجہ ہے وجہ یہ کہ رسم اور عادت بھی ماسوا اللہ ہے اور ہر یک ماسوا اللہ خدا سے دور ڈالتا ہے اور سلامتی قلب میں خلل انداز ہے سو سالک کے لئے جو بات سب سے پہلے لازم ہے وہ یہی ہے کہ رسم اور عادت سے باہر ہو اور پھر خلوص نیت سے ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا پر عمل کرے تا اپنے مرض سے شفا پاوے اور ایمان حقیقی سے حصہ حاصل کرے مگر افسوس کہ بہت سے علماء ظاہری اسی سے تباہ ہو رہے ہیں کہ رسوم اور عادات کے رنگ میں ایک دوسرے سے لڑتے مرتے ہیں اور جس حقیقت اور حق بینی سے انسان کا دل منوّر ہوتا ہے اور جس دولت اور سعادت سے باطنی افلاس دور ہوتا ہے اُسکی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے کیا بدقسمتی ہے ہائے ہائے۔

خلق و عالم جملہ در شور و شراند
عاشقان یاراں در مقام دیگر اند
گر دلا زیں گوچہ بیروں نگذریم
ہم سگان گوچہ از ما بہتر اند

خدا ایسا نہیں کہ دہو کہا کہا سکے اُسکی دلوں پر نظر ہے اور حقیقتوں پر نگاہ ہے وہ رسموں اور عادتوں سے ہرگز خوش نہیں ہوتا اور جب تک بندہ مقام اخلاص کا حاصل نہ کرے یعنے مرنے سے پہلے ہی نہ مرے اور آفاقی اور انفسی شرکوں سے بکلی باہر نہ آجائے تب تک الطاف الٰہیہ اُسکی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتیں۔ تبھی کامل ایمان میسر آتا ہے کہ جب وہ موت کہ جسکو ابھی میں نے اخلاص سے تعبیر کیا ہے انسان منظور کر لیتا ہے اور لا یخافون لومۃ لائم کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اور حقیقت اسلام بھی تبھی اپنا چہرہ مصفا دکھاتی ہے کہ جب یہ موت حاصل ہو جائے حق تعالیٰ ہم کو اور آپکو اور ہر یک کو جو طالب ہے [illegible]

بہرہ مند کرے - زمانہ سخت زہرناک ہوائیں چلا رہا ہے جس سے تمام کاروبار منقلب ہوا جاتا ہے ہر ایک بات مالک حقیقی کے اختیار میں ہے ہم عاجز بندوں کا کام عبودیت ہے فتح اور شکست سے مطلب نہیں عبودیت سے مطلب ہے اس راہ میں جنہوں نے بہت سی خدمتیں کیں پھر بھی وہ سیر نہ ہوئے پھر ہیں کیونکر آرام ہو جنہوں نے ابتک کچھ بھی نہیں کیا سو ہمارا سب غم اور حزن خدا کے سامنے ہے -

ابھی وہ ملال ہے کہ جو صرف بیرونی حملوں پر کفایت نہیں بلکہ بعض ناشناس بھائی اندرونی حملہ بھی کر رہے ہیں لیکن ہم عاجز بندوں کی کیا حقیقت اور بضاعت ہے وہی ایک ہے جسنے اپنے عاجز اور ناتوان بندہ کو ایک خدمت کے لئے مامور کیا ہے اب دیکھئے کہ کب تک رب العرش تک اس عاجز کی آہیں پہونچتی ہیں - آپنے لکھا تھا کہ بعض احباب علماء کی طرف سے فتوے لائے ہیں کہ اتباع قال اللہ وقال الرسول اور ترجیح اسکی دوسروں لوگوں کے قولوں پر کفر ہے مگر یہ بندہ عاجز کہتا ہے کہ زہے سعادت کہ کسی کو یہ کفر حاصل ہو ——

گر ایں کفرم بدست آید برو قربان کنم صد دیں ✤
خدا و تدا بپیمرایم بریں کفر و بریں آئیں ✤

حضرت افضل الرسول خیر الرسل فخر الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اور اُسکی پاک اور کامل حدیث اور خدا کا سچا نور اور لاریب کلام ترک کرکے پھر اور کونسی پناہ ہے جس طرف رخ کریں اور اُس سے زیادہ کون پیارا ہے جو ہماری دلبری کرے -

گر مہر خویش برکنم از روئے دلبرم ✤
آں مہر بر کہ افگنم آں دل کجا برم ✤

من آں نیم کہ چشم بہ بندم ز اوی دوست - دیدیم ایں کہ تیر بیاید برابرم

آپ کسی کی بات کی طرف متوجہ نہوں اور عاشق صادق کی طرح قول سے فعل سے روح سے تنا سے متابعت سے فنا فی الرسول ہو جائیں کہ سب برکات اسی میں ہیں اکثر لوگوں پر عادت اور رسم غالب ہو رہی ہے اور بڑی بڑی زنجیریں پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں اور کوئی اسطرف آ نہیں سکتا مگر جسکو خدا کھینچکر لاوے سو صبر سے استقامت سے اُنکی جور و جفا کا تحمل کرنا چاہیے دنیا اُنہیں سے دوستی رکھتی ہے جو دنیا سے مشابہ ہوتے ہیں مگر جو خدا کے بندے ہیں گو وہ کسی سے ہی تنہا اور غریب ہوں تب بھی خدا اُنکے ساتھ ہے ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب

آپ کے سب دوستوں کو سلام پہونچے - ۱۹ اگست ۹۸ء مطابق ۱۹ شوال سنہ ۱۳ ہجری

بریف نوٹس

ڈومیسٹک

ہم نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مکرم بھائی منشی نواب دین صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول دینانگر کے ہاں ۲۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو بروز جمعرات بوقت ۸½ بجے صبح کے خدا تعالیٰ کے کمال فضل و کرم سے فرزند پیدا ہوا - نام نصیر الدین رکھا گیا اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو دینی اور دنیوی نعمتوں سے بہرہ ور کرے اور عمر طبعی تک پہونچا دے آمین -

ہمارے ایک مخلص اور صادق کرمفرما ہمکو بذریعہ تحریر مندرجہ ذیل اطلاع دیتے ہیں ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اُنکے اس نیک ارادے میں اُنکو کامیاب کرے اور توفیق رفیق حال کرے یہ ایک عمدہ سلسلہ ہے اگر ہمارے احباب اپنی دعاؤں میں اپنے احباب کو شامل کر لیا کریں تو بہت فایدہ ہو سکتا ہے - باہمی محبت و ارتباط کا سلسلہ وسیع ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال کیونکہ دعا بھی ایک عبادت اور نیکی ہے اور دوسرے کے لئے دعا کرنا ایک نیکی اللہ تعالیٰ اُس نیکی کے عوض میں اپنا فضل کرتا ہے وہ تحریر یہ ہے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی شیخ صاحب حفظک اللہ الرحمٰن -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - الحکم ملا - اور موجب ہدایت ہوا - نجزاکم اللہ احسن الجزاء - ایک ضروری امر اسوقت عرض کرتا ہوں - اللہ تعالیٰ کے اُن احسانات لا انتہاہی کا شکریہ ہم کیا ادا کر سکتے ہیں جو اُسنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سا کامل البشر بھیج کر اپنے کمزور اور نادان بندوں کی دنیا اور دین کے ہر ایک امر میں جو پیش ہو سکتا ہے دستگیری فرمائی اور انسانی حالات کے متعلق کوئی ایسی بات نہ رہی جسکے واسطے وہ خیر الرسل ہمارا ہادی اور رہنما نہو - ایک حدیث میں آیا ہے رسول خدا (فداہ ابی وامی) نے فرمایا اللھم انی اعوذبک من الکفر والدین - یا اللہ مجھے کفر اور قرضہ سے اپنی پناہ میں لے - اصحاب میں سے ایک نے عرض کی یا رسول اللہ آپ قرض کو کفر کے ساتھ ایک کرتے ہیں فرمایا ہاں - ایسی ہی اور کئی ایک حدیثیں اور دعائیں قرض کے متعلق ہیں کنوں آمدم برسر مطلب - ان دنوں بعض وجوہات سے میں ایک سخت قرض میں مبتلا ہو گیا ہوں لیکن مجھے اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہے کہ مجھے ضائع نہ کریگا - کیونکہ میرا ہاتھ اس عبد اللہ کے قدموں میں ہے جسکو جل شانہٗ نے یوں مخاطب کیا ہے - تمثلک درٌ لایضاع - تیرے جیسا موتی ضایع نہیں کیا جاتا - اور میں ہرگز نا امید نہیں ہوں - اسلئے میں ارادہ کیا ہے کہ مجاہدہ کے طور پر چند روز خاص اس امر کے لئے دعا کروں اور ہر روز کچھ وقت اس دعا کے واسطے خاص کروں لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہ سعی میں صرف اپنے ہی لئے نہ کروں بلکہ تمام بھائیوں کو جو کہ خاص یا عام کسیطرح کے قرضہ میں مبتلا ہوں اپنی دعا میں شامل کروں تا کہ بعض بعض کی شمولیت کی برکت سے مخلصی پائیں اور اللہ ہی

میاں محمد حسین بٹالوی اور اُسکو عالم سمجھنے والے پڑھیں

ذیل میں ہم ایک قابل قدر مضمون درج کرتے ہیں جو میاں محمد حسین بٹالوی کی قابلیت کے اظہار کی خاطر لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی یہ ایک عام عادت اور سُنت ہے کہ وہ اپنے ماموروں کی توہین کرنے والے کو اُسی رنگ میں ذلیل کرتا ہے جس رنگ میں وہ اُسکی ذلت کا خواہاں ہو دریدہ دہن بطالوی نے جس بے باکی اور شوخی کے ساتھ حضرت اقدس کی پاک ذات پر افترا باندھے اور رکیک اور بیجا بحثوں سے اعتراض کئے ہیں اوس سے سلک خوب آگاہ ہے اور یہ امر بھی روز روشن کیطرح معلوم ہے کہ یہ اپنی ہر منصوبہ بازی میں خائب و خاسر ہوتا رہا ہے اور انی مھین من اراد اھانتک کے زبردست الہام کا مورد بنتا رہا ہے۔ جب علوم عربیہ سے ناواقف ہونیکا اعتراض حضرت اقدس کی نسبت کیا تو خدا تعالےٰ کی غیوری نے ایسا جوش مارا کہ ادہر تو عربی کو تصنیفات کا بحر مواج جاری کر دیا اور ادہر مخالفوں باوجود کثیر التعداد انعام کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے بلانے پر بھی مبہوت و ساکت کر دیا۔ بطالوی سے جب تصنیفات عربیہ کا جواب بن آیا تو اُسنے یہ کہنا شروع کیا کہ اُسکی تحریروں میں غلطیاں ہیں مگر ایک بھی دکھا نہ سکا خدا کی شان کہ خدا نے اس پہلو میں بھی اُسے ذلیل ہی کر کے چھوڑا کہ عربی میں تو اُس نے آجتک ایک سطر بھی نہیں لکھی مگر بعض الفاظ جو اپنی بیہودی اردو تحریر میں چرک جایا کرتا تھا وہ بھی صحیح نہیں لکھہ سکا چنانچہ ذیل کی قابل قدر تحریر سے جو ہمارے ایک مکرم دوست نے راولپنڈی سے لکھی ہے معلوم ہو جاویگا۔ ہم انشاء اللہ عنقریب میاں محمد حسین کی کل کارروائیوں پر ایک مفصل ریویو کرنے والے ہیں۔ (ایڈیٹر)

شیخ محمد حسین بطالوی کی فضیلت اور ہمہ دانی کا ایک نمونہ

میاں بطالوی کی اشاعۃ السنہ کے مطالعہ کرنے والوں پر ظاہر ہے کہ اُسنے اپنی فضیلت نمائی میں کیا کیا اَنَا وَلَا غَیْرِیْ کے دعوے کئے ہیں اور اپنی ہمہ دانی کا اسقدر مدعی ہے کہ کسی کو اُسنے برابر نہیں سمجھا خصوصاً مرزا صاحب امام الزمان سے تو اُسنے وہ وہ چالاکیاں کی ہیں اور بے ادبیوں سے پیش آیا ہے کہ نعوذ باللہ خدا کی پناہ اُنکی عربی کو اربی کچالو کہتا اور مسخریاں اڑاتا ہے مگر خدا کی مستمرہ عادت ہے کہ وہ متکبر کو مونہہ کے بل گراتا ہے۔ اشاعۃ السنہ کے نمبر ۵ جلد ۱۸ صفحہ ۱۳۴ پر اسنے تفسیر القرآن کا اشتہار دیا ہے۔ اور یہ اشتہار کئی پرچوں میں دیا اور اپنے ہمعصروں سے التماس کرتا ہے کہ یہ میرا اشتہار اپنے اپنے پرچوں میں چھاپیں جسکا عنوان یہ ہے۔ تفسیر القرآن کا اشتہار اور اخوان دین سے استیشار میاں مذکور کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان بھائیوں سے مشورہ طلب کرنا۔ چنانچہ آگے چل کر صفحہ ۱۳۵ پر (جہاں اشتہار ختم ہوتا ہے) لکھا ہے کہ اس مبارک کام (یعنے تفسیر القرآن) کے متعلق اخوان دین سے یہ مشورہ لیا جاتا ہے کہ اس مضمون تفسیر القرآن کو ہم رسالہ اشاعۃ السنہ کے کسی حصہ میں درج کریں یا اسکے واسطے رسالہ سے علیحدہ اوراق تجویز کریں۔

غرض یہ کہ میاں مذکور نے اِستیشار کے لفظ کو مشورہ لینے کے معنوں میں لیا ہے (حالانکہ یہ سخت غلطی ہے کوئی نادان بچہ بھی جو علم صرف و لغت سے ذرا بھی مس رکھتا ہو اس لفظ کو مشورہ کے معنوں میں استعمال نکریگا اب اس کے اصل معنے سے ہم ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں استیشار کا مادہ وشر مثال واوی ہے جسکے معنے دانت کو تیز کرنا دیکھو صراح اور منتہی الارب وشرٌ دانتوں کو تیز کرنا اور رگڑ کر لمبے دانتوں کو چھوٹا کرتا قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ جو نالائق اس کی تفسیر کرنے کا ارادہ کرے خداوند تعالیٰ بفحوائے کریمہ لایمسّہ الا المطھرون اُسکے علم کی پردہ دری کر کے قلعی اوسکی کھول دیتا ہے اور اپنے ہی ہاتھوں سے وہ ذِلت کے اسباب مہیا کر کے ذلیل ہوتا ہے اور ایک جہان دیکھہ لیتا ہے کہ وہ تطہّر کی شرط جو قرآن نے لگائی ہے اس میں موجود نہیں یہی حال بیچارے بطالوی کا ہوا کہ اب ادنیٰ ادنیٰ صرفی بھی اُس کا یہ اشتہار پڑھکر کہہ رہے ہیں کہ جسکو ایک آسان صیغہ صرف کا نہیں آتا جو مبتدی صرفی بھی جانتے ہیں تو یہ قرآن کریم کی تفسیر کیا خاک کریگا اور اس کے علم کے دعاوی سنکر مسخریاں اڑا رہے ہیں مشورہ طلب کرنے کے معنوں میں لفظ استشارہ آتا ہے اور استیشار کا مطلب دانت تیز کرانے کی درخواست ہوگا سو میاں صاحب کی عبارت (قرآن کریم کی تفسیر کا اشتہار اور اخوان دین سے استیشار) کا مطلب یہ ہوا کہ مسلمان بھائیوں سے دانت تیز کرانے کی درخواست ہے تو ہم جانتے ہیں کہ میاں مذکور کو جناب امام الزمان علیہ السلام کے دندان جوابوں نے یہ نقصان ضرور پہونچایا

کہ آپ کے دانت نہایت کند ہو گئے ہیں جنکے تیز کرانے کے لئے اشتہار دینے کی اس غریب کو ضرورت پیش آئی۔ سو دیکھئے کہ اب اسکی دستگیری کر کے کون اسکے دانت تیز کرتا ہے سچ ہے جب دانت تیز نہ ہوں تو کوئی بات نہیں بچارے شکاری جانور درندے وغیرہ جب بوڑھے ہو جاتے ہیں اور دانت اُنکے کند ہو جاتے ہیں تو اُنکی قوت سبعیت (درندگی) میں فرق آجاتا ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ ؎

بس از عزم آہو گرفتن بہ پے
لگد خوردہ از گوسپندان حے

دوسرا معنی استیشار کا عورت کا درخواست کرنا لمبے دانتوں کو چھوٹا کرانے اور روشن کرانے کے لئے (منتہی الارب) سو اس اشتہار سے یہ مطلب واضح ہوتا ہے کہ اشتہار دینے والی کوئی عورت ہے جو بد قسمتی سے بوڑھی ہو گئی اور دانت بڑھ کر بد نما ہو گئے ہیں اب وہ اخوان دین سے دانت چھوٹے اور روشن کرانے کی درخواست کرتی ہے تاکہ وہ جوان معلوم ہو اور اُسکے بڑھاپے کا عیب چھپ جاوے سو اُس عورت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانت چھوٹے اور روشن کرانے والی عورت پر لعنت کی جائے جیسا کہ فرمایا لعن اللہ الواشرۃ والمستوشرۃ یعنی اللہ لعنت کرتا ہے دانت چھوٹے کرنے والی اور کرانے والی عورت پر۔ چونکہ دانت چھوٹے اور روشن کرنے والی پر لعنت ہے اس لئے اخوان دین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اُس عورت کی درخواست کو نامنظور کریں اور اُس عورت کو واضح ہو

فیالیت الشباب یعود یوماً
فاخبرہ بما فعل المشیب

کاش کہ جوانی ایکدن لوٹ کر آتی تو میں اُسے خبر دیتا جو بڑھاپے نے میرے ساتھ کیا۔ والی رجا اور نہ پورا ہونے والی آرزو سے مایوس ہو بیٹھے تیرے دانت کوئی ٹھیک نہیں کر سکتا یہ

میاں صاحب کا علمی بساط ہے

جس پر غرہ و نازاں ہوتے ہوتے بچارے کا گلہ بیٹھ گیا اور غوغہ و شور کرتے کرتے جہانکو سر پر اُٹھا لیا **انی مھین من اراد اھانتک** ۔ والہ الہام اب بھی پورا ہوا یا نہیں حضرت امام الزمان کو اسی منہ سے جاہل کہتا تھا کہاں گئی وہ صرف اور لغتدانی جس پر مولوی کہلاتا تھا بلکہ حضرت حکیم الامت مولنا مولوی نور الدین صاحب مدظلہٗ کو مولوی کہنے سے غیظ و غضب میں آجاتا اور صرف طبیب کہکر پکارتا تھا اب میاں مذکور کو شیخ سعدی علیہ الرحمت کا مشورہ ہم سناتے ہیں ؎

ہم تا بری اے حصول کین رنجیت
کہ از مشقت آن خیر برگ نتوان رست۔

راقم ایک کمترین غلامان حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام (از راولپنڈی)

افریقہ میں مذہبی مباحثہ

ذیل میں ہم ایک خط و کتابت درج کرتے ہیں جو ایک آریہ اور ہمارے برادر معظم بابو محمد افضل کے درمیان ہوئی ہے۔ ہم فی الحال کوئی ریمارک کرنا مناسب نہیں سمجھتے جب تک کہ کل خط و کتابت شایع نہ ہو لے بعد ہم سوالات مستفسرہ آریہ صاحب کے جوابات بھی انشاء اللہ درج کریں گے اور اُسکی تحریر پر مناسب ریمارک بھی۔ (ایڈیٹر)

خط آریہ

مہربانمن۔ خدا آپ کو راہ راست کے دکھانے میں چشم بینا و عقل سلیم عطا فرما دے مسئلہ نیوگ کے متعلق اگر کوئی ناواقف بے علمی سے اسکی باریکیوں کو نہ سمجھکر اور نفس امارہ کا غلام ہو کر اس کو مکروہ و حرامکاری ظاہر کرے۔ تو اُس کا کچھ قصور نہیں۔ بلکہ جیسا مرض یرقان کے مریض کو کل اشیا زرد ہی زرد نظر آتی ہیں اور اسمیں صرف اسکی قوت بصارت کا قصور ہے۔ نا کہ درحقیقت ان اشیاء کے رنگ میں کسی قسم کی تبدیلی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مرض تعصب میں مبتلا بنی نوع انسان میں **نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انّٰی شئتم** ۔ کی گندی تعلیم حاصل کر کے فرقہ اناث و ذکور کے باہمی تعلقات میں انصاف کو ہاتھ سے دیتا ہوا دیدہ عقل کو بند کر کے نہ دیکھ سکے یا قوت ممیزہ کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو کچھ عجب نہیں۔ ورنہ یہ صاف بیان ہے کہ قانون قدرت ایک رنگ سے دوسرے رنگ میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اور نہ خالق کو انکے کرنے کی ضرورت ہے اور اس لئے اونکی تبدیلی ذات باری تعالیٰ کے لئے باعث دھبہ

اب رہا انعام و تاوان کے بارہ میں شاید خدائے قادیاں کے الہام کی بدولت آپکو کسی خزانہ کا پتہ لگ گیا ہے۔ جو اسی طرح سے تاوان بھرنے اور انعام دینے کے لئے تیار نظر آتے ہو۔ مگر یاد رہے کہ یہ خزانہ صراف لائق نے برہان قاطع کی کسوٹی سے پرکھ کر طلسمانی دھوکہ ثابت کر کے پایہ تکذیب کو پہونچا دیا ہے۔ ورنہ سچ جھوٹ کے فیصلہ کے واسطے صرف سوالات و جوابات کا چھپنا و شایع ہو جانا ہی کافی ہوتا ہے۔ اور پبلک کی رائے ہے تاوان و انعام کے قایم مقام۔ مفصلہ ذیل سوالات کے متعلق جوابات تحریر فرمائیں تاکہ راستی کا بول بالا و جھوٹ کا مونہہ کالا ہو۔

سوال

اول - نکاح کس مطلب کے لیئے ہے۔

دوم اس بارے میں مرد و عورت کو برابر حقوق حاصل ہیں یا کم و بیش اگر کم و بیش ہیں تو کیا وجہ۔

سوم مرد کے دائم المریض و ناکارہ ہو جانے کی صورت میں اسکی منکوحہ کے لئے کیا طریق اور کونسے احکام ہیں جن پر عامل ہونے سے ظاہر او پوشیدہ زناکاری نہ پھیلے۔

چہارم مرد و عورت کو اپنی عمر میں باہمی طلاق دینے و نئے نکاح کرنے کی اجازت کسی تعداد مقررہ تک ہے یا غیر مقررہ اگر مقرر ہے تو کہاں تک۔

پنجم ہابیل و قابیل کی لڑائی کی وجہ۔

ششم کتبہائے مسلمہ اہل اسلام متعلقہ تفاسیر - احادیث - روایات کی فہرست تاکہ آئندہ حوالہ سمیت جواب دیا جائے۔

(گنگارام آریہ)

جناب لالہ گنگارام صاحب آریہ

آپکا گالیوں سے بھرا ہوا خط جو شاید آریہ سماج کا موروثی شیوہ ہے ۲۹ر اگست ۱۸۹۸ء کو مجھکو ملا تھا۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ آپ ہندوستان جانے کے لئے کلنڈی تشریف لے گئے ہیں اس لئے میں جواب لکھتے لکھتے رہ گیا اب معلوم ہوا کہ آپکا جانا ملتوی ہو گیا ہے اسلئے جواب ارسال ہے۔

اول - آپکو واضح ہو کہ جو پرچہ میں نے آپکی طرف لکھا تھا آپکا خط مطلق اسکا جواب نہیں میرے خط میں دو باتیں تھیں اول یہ کہ مسئلہ نیوگ کے رو سے ایک زندہ خاوند والی عورت بھی بے اولادی کی حالت میں دوسرے مرد سے بیج مانگ سکتی ہے - بزبانی لالہ دیوانچند جمعدار معلوم ہوا تھا کہ آپ کے قول کے موجب نیوگ کے معنے صرف بیوہ عورت کا دوسرا نکاح کر دینا ہے - چونکہ آپ کا یہ خیال ایک تحقیق شدہ امر کے بالکل مخالف تھا اسی لئے اُسکا ثبوت معہ حوالجات کتاب آریہ دہرم سے دیا گیا تھا اور یہ وہ کتاب ہے کہ جسمیں یہ مسئلہ ایک بڑی بھاری تحقیق کے بعد لکھا گیا تھا چنانچہ اوسکے شائع کرنے سے پیشتر ایک اشتہار کل آریہ صاحبان کی خدمت میں تحقیق مسئلہ نیوگ کے لئے شایع کیا گیا تھا - ممکن ہے کہ یہ کتاب آریہ دہرم آپکی نظر سے نہ گذری ہو اگر یہی بات ہے تو سب سے اول آپکا اس کتاب کو مطالعہ کرنا ضروری ہے طول نویسی سے فایدہ نہیں فیصل شدہ امر کو بار بار دہرانا تضیع اوقات ہے۔

مسئلہ نیوگ کے مسلمہ مضمون کے برخلاف آپکا یہ لکھنا "کہ مسئلہ نیوگ کے متعلق اگر کوئی ناواقف بے علمی سے اُسکی باریکیوں کو نہ سمجھکر اور نفس امارہ کا غلام ہو کر اُسکو مکروہ حرامکاری ظاہر کرے تو اوسکا قصور نہیں" یہ وہ حماقت ہے جس کا سلسلہ عرصہ چند سال سے متواتر چلا آ رہا ہے کہ آریہ سماج کی طرف سے ہمیشہ ہر ایک دعوے بلا دلیل پیش کیا جاتا ہے۔ کاشکہ آپنے اپنی سماج پر رحم کھا کر اسکی چند ایک باریکیاں طبع کرا دی ہوتیں یا اسی خط میں درج کی ہوتیں کہ اُنکو شایع کرا دیا جاتا اور ہم بھی دیکھ لیتے کہ بھلا ایک زندہ جیتے جاگتے خاوند کی عورت کو اُسکے روبرو کس طرح غیر سے ہم بستر کرا دینا روا رکھتی ہے اور اس میں کونسی باریکی کو پسند کرتی ہے کیا آپکے نزدیک پبلک کی غیرت اس امر کو روا رکھے گی جسکو ادنےٰ اور سفلے حیوان یعنے کتا اور مرغی بھی روا نہیں رکھتے اور افریقہ کے جنگلی بھی آپس میں اس امر پر کشت و خون کر لیتے ہیں۔ اگر آپکو ایسے ہی حجاب حائل ہیں کہ آپ کھلی حرامکاری کو مسئلہ نیوگ کی باریکی خیال کرتے ہیں تو آپ کریں ورنہ پبلک کو اندھا کیوں بناتے ہیں۔

آپ پر ضروری امر تو یہ تھا کہ اگر آپکے خیال میں یہ معنے نیوگ کے نہیں تھے جو میں نے لکھکر روانہ کیئے تھے تو آپ میری اس غلطی کو رفع فرمائیے اور لکھئے کہ آپ کو مفہوم میں مغالطہ ہے یا اگر ہماری سماج کے کسی ممبر نے بھی معنے تسلیم کر لئے ہیں تو اُس نے غلطی کی ہے - اگرچہ وہ سوامی دیانند ہی کیوں نہ ہوں - بلکہ اصل میں نیوگ کے معنے اور ہیں اور میں اُنکو بتلاتا ہوں پھر اُن معنوں کو درج کیجئے یہ ایک عمدہ طریق بحث مباحثہ کا مہذبانہ ہے جسے ہر ایک ذی عقل پسند کرتا ہے - مگر آپ نے تو خدا معلوم کس عرصہ کا بخار جمع کردہ نکالا کہ بغیر کسی قسم کی باریکی کے درج کرنے یا ہمارے سوال کا جواب دینے کے گالیاں سے بھرا خط لکھ مارا مجھے سخت تعجب ہے کہ آپکی طبیعت میں یہ گند کہاں سے بھرا ہوا تھا اور پھر جو آیت قرآن شریف کی لکھی ہے اسکا ترجمہ بالکل نہیں لکھا نہ معلوم کہ آپکو کس لفظ پر اعتراض ہے اور آپکی عقل و دانش تاریکی میں پڑکر سپید ہے راستہ سے ہٹ کر کہاں ٹھوکر کھاتی ہے علاج کیا جانا چاہیے خیر اس آیت کے متعلق میں ذکر آئندہ کروں گا۔

پہلی بات تو میرے خط میں یہ تھی جسکا آپنے کوئی جواب نہ دیا اوسکے معنے اور باریکی لکھیں جسکا الزام آپکے سر پر ہے

دوسری بات میرے خط میں یہ تھی کہ آپ کی طرف بلکہ بزبانی دیوانچند صاحب مجھے معلوم ہوا کہ قرآن میں لکھا ہے کہ اہل اسلام میں عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر ماں یا بہن سے زنا کر لینا جائز ہے اور یہ کہ آدم کے بیٹا اور بیٹی میں نکاح ہوتا تھا

(باقی آئندہ)